Open Access
Received 09Aug 2021 Accepted 20 Sep. 2021
ISSN E: 2790-7694, ISSN P: 2790-7686
http://www.al-asr.pk

سیرت کا تعارف وارتقا اور بیان سیرت قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں

Introduction and Evolution of Sirah and Description of Sirah in the Light of the Holy Quran and Hadith

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

Taiyyiba Fatima
Ph.D. Scholar, Imperial College of Business Studies, Lahore
taiyyiba.fatima@gmail.com

Hina Mirza
Lecturer Minhaj University Lahore
hina.sbs@mul.edu.pk

ABSTRACT

The Holy Prophet Hazrat Muhammad's personality is the center of the religion Islam and a source of guidance. Belief in the Holy Qur'an and maturity of heart on other Shari'ah rules and beliefs became a part of the faith of Muslims by the Holy Prophet PBUH. The description of the superiority of the Prophet PBUH over the Prophets is mentioned in several hadiths, and the realization of the greatness of the personality does not affect the hearts and minds in highlighting continuity with all aspects of his life. It is not only a matter of narrating the life of a human being with authentic references but also of a perfect reflection of the life story of a perfect man and the beloved messenger of the Creatorof the universe.This is a case biography of a well-wisher of humanity who is sent as a blessing for all worlds. On the one hand, he is the messenger of Allah and he has to fulfill the right of trust of prophethood till the last breath of life and on the other hand, the same person is the highest manifestation of the status of worship.How a human being has gone through the difficult and patient path of life. It is the statement of Sira-e-Mutaharah to present the true picture of what has happened to the body and soul in heart and mind. After the demise of the Holy Prophet PBUH, various sciences and arts came into existence not only for the protection of religious rules and rituals of Islam

but even grew up and have become a part of history and continue to this day.
Keywords: guidance, belief, maturity, the superiority of the Prophet PBUH, greatness, personality, prophet hood, patient

ابتدائیہ:

رسول محتشم حضرت محمد ﷺ کی ذات با برکات دین اسلام کا محور و مرکز اور سرچشمہ ہدایت ہے۔ قرآن معظم پر ایمان اور دیگر شرعی احکام وعقائد پر قلبی پختگی آنحضور ﷺ کی بدولت مسلمانوں کے ایمان کا جزو بنی۔ انبیاء پر آنحضور ﷺ کی فضیلت کا بیان متعدد احادیث کا یکے بعد دیگرے ذکر ہے اور بس شخصیت کی عظمت کا ادراک اس کی زندگی کے ہمہ جہت پہلوؤں کے ساتھ ایک تسلسل کو اجاگر کرنے میں قلوب واذہان کو کماحقہ متاثر نہیں کرتا مسئلہ کسی عام انسان کی زندگی کے احوال کو صرف مستند حوالوں کے ساتھ بیان کر دینے کا نہیں ہے بلکہ ایک مرد کامل اور خالق کون و مکاں کے محبوب رسول ﷺ کی داستانِ حیات کی بھرپور عکاسی کا ہے۔ معاملہ خیر البشر کی سیرت نگاری کا ہے وہ ذات جسے ساری انسانیت کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ ایک طرف وہ اللہ کا رسول ہے اور اسے پیغامبری کی امانت کا حق زندگی کی آخری سانس تک ادا کرنا ہے دوسری طرف وہی انسان مقام عبدیت کا اعلیٰ ترین مظہر بھی ہے۔ زندگی کے کٹھن اور صبر آزما راہ سے ایک انسان گوشت و پوست کا پیکر کس طرح گزرا ہے۔ جسم و جان کی گداختگی ہر قلب و ذہن کی وارفتگی میں اس پر کیا کچھ بیتی ہے اس کا مرقع پیش کرنا ہی سیرت مطہرہ کا بیان ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد دینی احکام و شعائر اسلام کی حفاظت کی خاطر مختلف علوم وفنون نہ صرف معرض وجود میں آئے بلکہ پروان بھی چڑھے اور تاریخ کا حصہ بن کر بھی آج تک جاری و ساری ہیں۔

(ا) علم تاریخ کا مختصر تعارف:

تاریخ ایک ایسا طبیعی علم ہے جس سے افراد واقوام اور خاندانوں کے حالات حاضرہ و حالات رفتہ سے آگاہی و استفادہ میسر آتا ہے۔ تاریخ آثار ورسوم کی مرہون منت ہوتی ہے جن کو آثار مکتوبہ (تحریرات)، آثار منقولہ (روایات) اور آثار قدیمہ (نشانات) سے موسوم کیا جاتا ہے۔ علم جغرافیہ، علم تقویم اور علم طبقات ارض تاریخ دانی کی اساس ہیں۔ بہت سے واقعات تاریخ کا مبدا ہیں مگر تین واقعات بہت زیادہ مستعمل ہیں جن میں ابتدائے آفرینش انسان، میلاد مسیحؑ اور ہجرت محمدیہ ﷺ شامل ہیں۔

ابتدائے آفرینش انسان کا درست و حقیقی زمانہ نامعلوم ہے مگر متوسط رائے کی بنیاد پر سات ہزار سال کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ تاریخ عام ہے جبکہ زمانہ خاص جو کہ خاص قوم، خاص خاندان، خاص ملک یا کسی خاص سلطنت کے بارے ہیں مباحثہ کرتی ہے۔ مؤرخین زمانے کے اعتبار سے تاریخ کو عام طور پر تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱)قرون اولی (اس کی مدت نامعلوم تاریخی زمانے سے سلطنت روما غربیہ کے فنا ہونے تک سمجھی جاتی ہے)
(۲)قرون متوسطہ (اس کی مدت سلطنت روما غربیہ کے فنا سے حکومت روما شرقیہ کی فنا یعنی آل عثمان کی فتح قسطنطنیہ تک)
(۳)قرون متاخرہ(اس کی مدت فتح قسطنطنیہ سے موجودہ زمانے تک ہے)

علم تاریخ، سائنس، علم طبقات الارض وغیرہ جیسے علوم کے متعلق اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اسلام کے بتائے ہوئے اصول و قوانین سے جو چیز ٹکراتی نہ ہو اس کے قبول کرنے نہ کرنے میں ہر شخص آزاد ہے کہ وہ اپنے علم و عقل کو کام میں لاتے ہوئے نتیجے تک پہنچے۔ شریعت اسلامیہ ایسے امور کا اگر اقرار نہیں کرتی تو اس سے انکار بھی نہیں کرتی۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ کریم کی بنائی ہوئی اس کائنات میں ہر شے اسی کے قبضہء قدرت سے وابستہ ہے اور اس عالم رنگ و بو کا معرض وجود میں آنا، زمینو آسمانکیتخلیقاورانسانکیپیدائشسے متعلقجو کچھقرآنوحدیثمیںمذکور ہے وہاسلامکاعقیدہاور مسلمانوں کاایمانہے۔

اسکے علاوہفلسفہ، ہیئتاور سائنسجو کچھبیانکرتے ہیںاگروہاسلامیاحکامسے ٹکراؤنہرکھتے ہوں توانکے ماننے نہماننے ہیں مسلمانا پنیعقلیصلاحیتوں پر بھروسہکرسکتے ہیں۔

( )۔سیرت نگاری تاریخ کا اہم جزو ہے:

نسل انسانی کی مختلف اقوام، ان کی تشکیل چاہے، مذہبی، نسلی، لسانی یا علاقائی ہو، اپنی عظمت کو اپنی تاریخ کے ذریعے ثابت کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک تاریخ ایک ایسی عظمت کے تاریخ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جو قوموں کے مابین خط امتیاز کھینچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات وہ اپنی عظمت کے تاریخی اثبات کے لیے اپنے تعلق کو تاریخ کے ممتاز اور کامیاب لوگوں یا گروہوں سے جوڑنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ گویا تاریخ قوموں کا مسلمہ نصاب بھی ہوتی اور مصدر و استدلال بھی۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا کامل بیان تاریخی اسلوب میں تکمیل و تفصیل کے ساتھ مذکور ہو۔ سیرت نگاروں نے اسی اعتبار سے جزئیات کے ساتھ تاریخ نبویہ ﷺ بیان کر کے اقوام عالم کے مقابل سیرت محمدیہ ﷺ کو تاریخی حقیقت باور کرایا۔[1]

دین اسلام کا انتہائی اہم و حساس موضوع محبت رسول ﷺ ہے جو اپنے جلو میں بہت سی حکمتیں سمیٹے ہوئے ہے اسی سے حیات انسانی کی نمو کی مثبت خطوط پر تعمیر و تشکیل کر کے اس کو مضبوط و ناقابل تسخیر بنیادیں عطا ہوئیں کیونکہ اللہ کریم نے آقائے دوجہاں ﷺ کی حیات مطہرہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا اسی نسبت سے سیرت نگاروں نے آنحضور ﷺ کی ہر ہر ادا قلمبند کرنے کی کوشش کو اپنے لیے سعادت جانا، یوں ہر دور میں مطالعہ سیرت اور سیرت نگاری کو عین سعادت سمجھا جاتا رہا ہے اور سمجھا جاتا رہے گا۔

سیرۃ النبی ﷺ کا موضوع اتنا اہم اور جامع ہے اس کو سمجھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ و بابرکت دور سے لے کر موجودہ دور تک لکھے جانے والے دفاتر پر نظر ڈالی جائے تو سیرۃ النبی ﷺ کا موضوع ایسا نظر آتا ہے جس پر کیا اپنے اور کیا پرائے سب نے قلم اٹھایا ہے اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ مسلمانوں نے سیرت پاک ﷺ پر جتنی توجہ دی ہے وہ دنیا کے لیے واقعی حیرت انگیز ہے۔

بقول علامہ شبلی:

"عالم فانی کی کوئی چیز ابدی نہیں اس لیے یہ ہستیٔ جامع، دنیا میں آکر ہمیشہ نہیں رہ سکتی اس لیے ضروری ہے کہ اس (رسول ﷺ) کی زبان کا ایک ایک حرف اس کی حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے حلیہ وجود کے ایک ایک خدوخال کا عکس لے لیا جائے کہ مراحل زندگی میں جہاں ضرورت پیش آئے رہنمائی کے کام آئے"[(2)]

مولانا شبلی پھر لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کے حالات و واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ توقع کی جاتی ہے"[(3)]

آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور عیسائی پروفیسر مارگولیتھ نے حضور ﷺ کی سوانح عمری کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے:

"حضرت محمد ﷺ کے سیرت نگاروں کا سلسلہ طویل اور نہ ختم ہونے والا ہے لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے۔"[(4)]

مندرجہ بالا اقوال سے سیرت النبی ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی وابستگی اور غیر مسلموں کی دلچسپی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سیرت کا مطالعہ غیر مسلموں کے لیے شاید ایک علمی مشغلہ ہو مگر یہ مطالعہ مسلمانوں کی تو دینی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾[(5)]

فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

( )۔ حضور کی سیرت نگاری اور عام سوانح نگاری میں فرق:

حضور کی سیرت مبارکہ لکھنا اور عام سوانح نگاری کرنا بالکل جدا جدا معاملہ ہے۔ رسول محتشم ﷺ کی سیر تمبارکہ جہاں الفاظ کی ندرت، انداز کا سلجھاؤ، لب ولہجہ میں نیاز مندی اور انداز تخاطب و بیان کے لیے مؤدبانہ اسلوب کا تقاضہ کرتی ہے وہاں اس ذات کی حیثیت اور ان کے تعلق کی پاسداری پر بھی قدغن لگاتی ہے کیونکہ یہاں معاملہ علم وفن کا نہیں بلکہ دین و ایمان کا ہے۔ رسول محتشم ﷺ کی ذات کے ساتھ ایمان وابستہ ہے اور آنحضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل کا دار و مدار ہے۔ اور یہ دونوں مل کر ایمان کامل اور اعمال صالحہ میں ڈھلتے ہیں۔ اور اللہ کریم نے کامیابی کے لیے یہی معیار ہی مقرر فرمایا ہے۔ ارشاد رب کریم ہے:

﴿وَالْعَصْرِ○إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ○إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾(6)

”قسم ہے وقت کی (اس کا گردش میں ہونا انسانوں کے حالپر گواہی ہے) ○ بلاشبہ انسان گھاٹے میں ہے (کہ اپنی زندگیضائع کر دیتا ہے) ○ ان لوگوں کے علاوہ جو کہ مومن ہوئے اور عمل صالح کے حامل ہوئے اور (معاشرے میں) باہمی طور پر سچ بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے“

اللہ جل شانہ نے ختم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کو شانِ ورفعنا لک ذکرک سے نوازا اور اس کے آثار و شواہد کی نمود ابتدائے آفرینش سے ہی ہو گئی۔ صدیوں کی انسانی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ برگزیدہ پیغمبروں کے سچے ہونٹوں پر آپ کے نامِ نامی کی زیبائش رہی اور انکی گفتگوؤں میں آپ کی سیرت کی مدح وثنا کے پھول کھلتے رہے۔ آپ کا ذکر صحفِ آسمانی کی زینت رہا۔ پاکیزہ انسانوں کے قلوب میں آپ کی محبت خیمہ زن رہی اور آنکھیں حسرت دیدار میں نمناک رہیں۔ تاجِ نبوت سے سرفراز مقدس ہستیوں کے دل آپ کی امت کا ایک فرد بننے کی آرزو میں بے قرار رہے۔ جس ہستی کی برکات زمان و مکان سے ماورا ہیں اس کی سیرت کی محفوظیت کو ایسی عجیب شان حاصل ہوئی کہ اس کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی سیرت الہامی کتابوں میں محفوظ کر دی گئی۔ اہل عرب میں آپ کی بعثتِ مطہرہ کے تکوینی فیصلے نے اہل عرب کی نسلوں کو محفوظ کر دیا۔ عام طور پر جب سیرت نگار آپ کی اہل عرب میں بعثت کی حکمتوں کو زیر بحث لاتے ہیں تو اہل عرب کے دیگر اوصاف میں ایک وصف قوی حافظہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اگر حقیقت بیں نگاہ ڈالی جائے تو یہ کہنا زیادہ انسب ہو گا کہ اللہ نے ختم المرسلین کی سیرت کی محفوظیت کے لیے عربوں کے حافظوں کو اس طرح تقویت بخش دی کہ گھوڑوں کے نسب نامے بھی ان کی یادداشتوں کا حصہ بننے لگے۔(7)

(   )۔ علم سیرت کا مختصر تعارف:

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے۔ لفظ ''سیرۃ'' عربی میں اسی طرح لکھا جاتا ہے مگر اردو، فارسی میں اسے لمبی 'ت' کے ساتھ لکھنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ جس کے کئی معانی ہیں اور یہ لفظ طور طریقے اور چال چلن کے معنوں میں بھی آتا ہے اور حالات زندگی کے مفہوم میں بھی۔ سیرت کا لفظ انہی معنوں کی وجہ سے عام ہوا لیکن مسلمانوں کے ادب میں اس سے مراد عموما" حضور اکرم ﷺ کے حالات زندگی ہی ہیں۔

صورت کے ساتھ مل کر یہ لفظ باطن کی صورت یا حقیقت کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلا صورت و سیرت کہنا۔اس لیے ہم اردو میں تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، بد سیرت اور حسن سیرت وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

سیرت نگاری بلاشبہ ایک مستقل فن ہے۔اس کے ڈانڈے ادب اور تاریخ دونوں ہی فنون سے جا ملتے ہیں، یوں تو عربی لغت میں لفظ "السیرۃ" کے معنی رہن سہن اور طریقے کے ہیں۔ بعضوں نے اسے شخصی زندگی کی عہد بعہد تاریخ اور زندگی کا تذکرہ بتایا ہے۔انسانی کارکردگی بھی اسی دائرے میں آجاتی ہے۔

(ا)۔ سیرت کے لغوی مطالب و توضیحات:

عربی زبان کے جس مادے اور فعل سے بنا ہے، اس کے لفظی معنی ہیں چلنا پھرنا، راستہ لینا، رویہ، طریقہ چال چلن، کردار، خصلت اور عادات کے ہیں۔ سیرت اسم ہے اور اس سے فعل (باب ضرب یضرب) سے سار یسیر سیرا و مسیرا ومسیرۃ وسیرورۃ معروف ہے۔

"المنجد" میں ہے:

"السیرۃ سار کا اسم، عادت، طریقہ، ہیئت—سیرۃ الرجل-سوانح عمری اور لوگوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت ہے۔ کہا جاتا ہے " ھو حسن السیرۃ " وہ اچھی عادت والا ہے اور اسی سے عربی کا قول ہے "من طابت سیرتہ حمدت سیرتہ" جس کا باطن اچھا ہوتا ہے اس کی عادت اچھی ہوتی ہے۔ جمع سیر "[8]

"فرہنگ آصفیہ" میں ہے:

"سیرت اسم مؤنث ہے جس کا مطلب ہے خو، خصلت، عادت، بان، سبھاؤ، ذاتی وصف، گن، ہنر ذاتی، سلیقہ "[9]

"اردو لغت" کا بیان کچھ یوں ہے:

(الف)۔ سیرت کے معنی عادت، خصلت، خو کے ہیں

(ب)۔ کردار کی پاکیزگی، حالت باطنی، ذاتی وصف، خوبی

(ج)۔ سوانح عمری، زندگی کے حالات و واقعات کا تذکرہ، سوانح نگاری (ایک شعبہء تاریخ کا تذکرہ جس کو یونانی میں بایو گرافی، انگریزی میں لائف، عربی میں سیرت اور اردو میں سوانح عمری کہتے ہیں "(10)

"مہذب اللغات" بتاتی ہے:

"سیرت سے مراد عادت خصلت، طریقہ، ہیئت، (عربی، مؤنث) اردو میں ذاتی وصف و ذاتی لیاقت کے معنی میں مستعمل ہے۔"(11)

(۲)۔ سیرت کے اصطلاحی مطالب و توضیحات:

"سیرت کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت ﷺ کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بمعنی ہیئت و حالت آیا ہے ابتدا میں عرب کی عام روایت میں مغازی کا رواج ہوا جن میں حضور ﷺ کی فتوحات اور معرکوں کا ذکر ہوتا تھا لیکن بعد ازاں خلفائے راشدین نے سیرت میں ان پہلوؤں پر زور دیا جن کا تعلق شرعی احکامات سے تھا چنانچہ اس لحاظ سے "سیرت ابن ہشام" غالباً پہلی کتاب ہے جسے مغازی سے ممتاز کیا جا سکے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ابن سعد نے اپنی تصنیف "طبقات" میں اس کا پہلے استعمال کیا۔(12)

انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی ﷺ میں درج ہے:

"ابتداء میں "سیرا" سے مراد السیر الی الغزو (اسلامی فوج کا جنگ کے لیے جانا ہوتا تھا) چنانچہ اسلامی غزوات اور جنگوں کے بیان کے لیے جو کتابیں لکھی جاتی تھیں انہیں کتاب المغازی یا کتاب السیر کا نام دیا جاتا تھا۔ حضرت ابن شہاب زہری (م ھ)، محمد بن اسحٰق (م ھ)، عمر بن راشد الازدی (م ھ) کی کتاب المغازی اور بعد کے دور میں محمد بن عمر الواقدی کی کتاب "التاریخ و المغازی"، ابن عبدالبر کی "الدرر فی اختصار المغازی والسیر" اور سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الاندلسی کی "الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سیرت کی ایسی ہی چند کتابیں ہیں جن میں حضور ﷺ کے غزوات کا تفصیلی بیان ہے۔

بعد کے ادوار میں لفظ سیرت کے مفہوم میں قدرے توسیع ہوئی اور سیرت کی کتابوں میں امام وقت کا غازیوں، اسلامی فوج اور دشمن کے ساتھ مختلف سلوک اور ان سے مختلف معاملات کا بیان کیا جانا شروع ہوا (سیر الامام و معاملتہ مع الغزاۃ والانصار و الکفار)- دوران جنگ دشمن کے مختلف طبقوں مثلاً کافر، باغی، طالب امن (مستامن)، مرتد، ذمی وغیرہ کے ساتھ مختلف نوعیت کا سلوک کے بیان کے لیے لفظ سیرت استعمال کیا جانے لگا۔ حافظ عبدالمومن الدمیاطی کی

سیرت دمیاطی، شیخ ظہیر الدین گازرونی کی سیرت گازرونی علامہ مغلطائی کی "سیرت مغلطائی "اور ابن عبدالبر الاندلسی کی"سیرت ابن عبدالبر" اس کی چند مثالیں ہیں۔اہل فقہ نے اس کے مفہوم میں کچھ تبدیلی کر کے لفظ سیرت بین الاقوامی قانون کے لیے استعمال کرنا شروع کیا چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد حضرت امام محمد بن الحسن الشیبانی نے "کتاب السیر الکبیر" اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھی۔یعنی جنگ و صلح میں مسلمانوں کا دیگر اقوام وملل کے ساتھ معاملہ و طریقہ۔بعض محدثین نے مخصوص مضامین سیرت کو شمائل و خصائل کے نام سے ترتیب دیا اور حضور ﷺ کے سراپا، حالات و عادات و کریمانہ اخلاق کی حد تک سیرت کے مضامین کو مخصوص کر دیا۔محمد بن عیسیٰ الترمذی (صاحب ترمذی شریف) کی "الشمائل النبویہ والخصائل المصطفویہ "اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔

"اخیرا"سیرت کے مفہوم میں مزید توسیع ہوئی اور یہ کسی اہم تاریخی ہستی کے کارناموں اور اس کی سوانح حیات کے لیے استعمال ہونے لگا جس سے اس اہم ہستی کے ذاتی حالات اس کے عادات و خصائل، اس کا معاشرتی، معاشی، علمی یا سیاسی مقام، اس کی تعلیمات کے مثبت اثرات اور ان کے نتیجہ میں ظہور پذیر معاشی، معاشرتی یا سیاسی تبدیلیاں وغیرہ جملہ امور پر روشنی ڈالی جانے لگی۔"(13)

لفظ سیرت اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے مگر اس کے علاوہ دیگر الفاظ بھی مستعمل رہے ہیں۔ جن میں مغازی، ایام النبی ﷺ، مشاہد النبی ﷺ اور اخبار النبی ﷺ شامل ہیں۔(14)

منیر محمد عضبان بیان کرتے ہیں:

السيرة النبوية المطهرة تبحث:أولا: في حياة رسول الله ﷺ منذ ارهاصات مولده حتى انتقالهإلى الرفيق الأعلى.

ثانيا: في حيات صحابته الذين جاهدوا معه، وصدقوا ما عاهدوا الله عليه.

ثالثا: في تاريخ انتشار هذا الدين الذى ابتدأ بكلمة اقرأ في غار حراء نزل بها الأمين جبريل عليه السلام على الأمين محمدﷺإلى أن دانت الجزيرة العربية به، ودخل الناس في دين الله أفواجا.(15)

(   )۔ تنسیق سیرت نگاری کا آغاز:

پہلی صدی ہجری تک سب اسلامی روایات سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں اور مدینہ منورہ حدیث نبوی ﷺ اور روایات اسلامی کا سب سے پہلا اور بڑا مرکز تھا۔جب اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ مسند خلافت پر بیٹھے تو آپؒ نے دیکھا کہ جن صحابہ کرام کے سینوں میں ارشادات اور دیگر تاریخی روایات کا ذخیرہ محفوظ تھا وہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ ہی روایات کا ذخیرہ بھی ہاتھ سے جا رہا ہے تو انہوں نے اسلامی روایات کی جمع و تدوین کا حکم دیا اور یوں روایات سیرت کی جمع و کتابت شروع ہوئی۔رسول اکرم ﷺ کی سیرت لکھتے وقت ہر قسم کی روایات کو قبول

نہیں کیا گیا۔ بلکہ انکی جانچ پر کھ کے اصول وضع کیے گئے۔ راویوں کے حالات جمع کیے گئے اور غیر محتاط راویوں کی روایات کو درست تسلیم نہیں کیا گیا۔

علامہ شبلی نعمانی کے قول کے مطابق:

"اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہوسکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے افعال واعمال کی تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں تقریباً تیرہ ہزار شخصوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے"۔

دوسری صدی ہجری میں ان راویوں کی روایات سے سیرتِ پاک کا سرمایہ تیار ہوا۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت کی وجہ سے مسلمانوں نے آنحضور ﷺ کی زندگی کے ایک ایک پہلو پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مختلف پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتب کو مندرجہ ذیل قسموں میں تقسیم کیا گیا:

کتب مغازی: ان کتابوں میں زیادہ تر ان جنگوں کی تفصیل ہے جن میں حضور ﷺ نے خود شرکت فرمائی۔

کتب شمائل: وہ کتابیں جن میں حضور ﷺ کے اخلاق وعادات، فضائل اور معمولات زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔

کتب دلائل: ان کتب میں حضور ﷺ کے معجزات اور روحانی کارناموں کی تفصیل دی گئی ہے۔

رسولِ مقبول ﷺ کی زندگی میں ان غزوات کو تاریخی لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے اس لیے بعض اوقات مغازی سے سیرت بھی مراد لی جاتی ہے۔ سیرت ابن ہشام پہلی کتاب ہے جسے مغازی کی بجائے سیرت کہا گیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں جامع دمشق میں مغازی کا باقاعدہ درس دیا جاتا تھا۔

مغازی کی ابتداء روایات واحادیث کی جمع و ترتیب سے شروع ہوتی ہے۔ ابن اسحاق نے رسول اکرم ﷺ کے احوال زندگی کے مختلف گوشوں کا زیادہ سے زیادہ احاطہ کرنے اور مربوط شکلوں میں پیش کرنے کی کوشش کی روایات کی تکثیر کے اس عمل میں عہد عباسی کی سیاسی و سماجی کشمکش نے تقریر و تمحیص کی ضرورت کو بڑھا دیا۔ چنانچہ ابن ہشام نے بہت ساری روایتوں اور اشعار کو حذف کر کے اس کتاب کی نوک پلک درست کی اور آج ہم ابن اسحاق کی اس کتاب کو سیرت ابن ہشام کے نام سے جانتے ہیں۔ سیرت نگاری کا فن ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ ابن الجوزی نے اسے مزید تابناک بنایا۔ اسانید کی طویل تفصیل اور روایات کی زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کرنے کا رجحان کم ہوا اس کی جگہ زندگی کے خاکے کو مربوط شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ موضوع کا حق ادا ہو سکے مگر یہاں بھی اللہ کے رسول ﷺ کی عظیم شخصیت کو احوال زندگی کے چار مخصوص خانوں میں الگ الگ دیکھنے کی کوشش کی گئی یعنی تدوین حدیث کے ضمن میں کتب سیرت کی تدوین بھی ہوتی رہی۔

(ا)۔ کتب مغازی کی تدوین

(2)۔کتب فقہ میں سیرت

(3)۔کتب سیرت

(4)۔کتب تاریخ میں سیرت

محدثین نے اپنی محنت شاقہ سے جو کتب حدیث مدون فرمائیں سیرت مطہرہ ﷺ کے بنیادی اور صحیح ترین مواد و معلومات کی حامل ہیں۔ مگر فنی و تکنیکی اعتبار سے ان کو کتب سیرت میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔اگرچہ فن سیرت کا آغاز وارتقاء فن حدیث سے ہی ماخوذ ہوا اور پروان چڑھا۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ ابتدائی سیرت نگار دراصل راویان حدیث اور جامعین سنن ہی تھے۔ محدثین نے رسول معظم ﷺ کی احادیث و سنن کو جب فقہی احکام کی بنا پر جمع و مدون کیا تو وہ احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ بن گیا۔ جب احادیث کے ایک جزو کو مغازی کے عنوان سے الگ مرتب کیا تو وہ فن سیرت کہلایا۔

اکابر صحابہ کرامؓ اور اولین تابعین عظام کے دور مبارک میں فن حدیث اور فن سیرت کا یہی انداز رائج رہا مگر جب اختصاص فن کا دور آیا تو اصاغر صحابہ و تابعین کا دور چل رہا تھا اسی زمانے میں فن سیرت نے پہلے "مغازی" اور پھر "سیرت" کے عنوان سے مقام و دوام حاصل کیا۔

(۱)۔سیرت مطہرہ ﷺ کی تسوید کا ارتقا:

اسلام کے تمام بنیادی علوم قرآن کریم کی تفسیر و قراءت ، علم حدیث اور فقہی مسائل اور اسلامی تاریخ (سیرت) کا آغاز ایک ساتھ اور ایک ہی طرح وقوع پذیر ہوا۔ان تمام علوم کے حصول کی شروعات عہد رسالت سے ہی ہو چکی تھیں مگر ہر ہر موضوع پر مستقل اور علیحدہ علیحدہ مختصر کتب لکھنے کی داغ بیل پہلی اور دوسری صدی ہجری میں ڈالی گئی۔ انہی چھوٹے رسائل اور مختصر مؤلفات میں موجود معلومات و مواد کو اکٹھا کر کے اور باہم ملانے کے بعد ہر ایک موضوع پر بڑی اور جامع کتب لکھی جانے لگیں اور یوں یہ کام تیسری و چوتھی صدی ہجری میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

(۲)۔سیرت مطہرہ ﷺ کی تنسیق و تسوید عہد صحابہؓ میں:

حضور ﷺ کی سیرت کے بارے میں کوئی ہر طرح سے جامع کتاب تیار کرنا آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور بعد از وصال مبارک بھی بہت جلد ممکن نہ تھا بلکہ یہ کام تین سے چار نسلوں کی محنت، لگن، شوق اور محبت کا متقاضی تھا کیونکہ نبی محتشم ﷺ کی ذات و تعلیمات ، حالات اور شب و روز کی معلومات آنحضور ﷺ کے سینکڑوں ہزاروں اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس چیدہ چیدہ طور پر پائی جاتی تھیں۔کوئی صحابی زیادہ معلومات کے حامل تھے کوئی کم

کے۔ کسی کو ایک یا چند باتوں کا پتہ تھا تو کچھ کو دوسری یا چند اور۔ کوئی بھی ایک صحابی آنحضور ﷺ کی تئیس سالوں پر محیط حیات مبارکہ کے ہر ہر پہلو پر جامع معلومات رکھنے والے نہ تھے۔ کیونکہ کسی صحابی کو کم موقع ملا کسی صحابی کو زیادہ مگر کوئی صحابی ایسے نہیں جو چوبیس گھنٹے آپ ﷺ کے ساتھ رہتے رہے ہوں۔ چنانچہ گھر کے اندر پیش آمدہ معاملات کے بارے میں امہات المؤمنین ہی سب سے زیادہ جاننے والی تھیں۔ کسی بھی جنگ کے حالات وواقعات کو اس جنگ کے شرکاء صحابہؓ سے ہی جانا جا سکتا تھا۔ لہٰذا یہ تبھی ممکن تھا کہ ان تمام متفرق معلومات کے ذخیرے کو اکٹھا کر کے ایک مقام پر جمع کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔

آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات مقدسہ نبوت کے ابتدائی ایام سے ہی صحابہ کرامؓ کی آنکھوں کا تارا، دلوں کا سہارا اور مرکز نگاہ تھی۔ صحابہ کرامؓ باہمی طور جب ملتے تو آنحضور ﷺ کے بارے میں استفسار کرتے اور اپنے ذخیرہ ءمعلومات میں اضافہ کرتے۔ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی صحابہ کرام کا یہ طریقہ بن گیا تھا کہ جب بھی ان کی ملاقات ایک دوسرے سے ہوتی تو وہ آپس میں حضور ﷺ کی بابت دریافت کرتے اور جس کو جو کچھ بھی آنحضور ﷺ کی نئی وحی، نئے واقعے یا کسی نئے فرمان کے متعلق کچھ بھی پتہ ہوتا اس کے بارے میں ایک دوسرے کو آگاہ کرتے۔

(۳)۔ سیرت مطہرہ ﷺ کی تنسیق و تسوید عہد تابعین میں:

رسول محتشم ﷺ کے بعد از وصال مبارک جیسے جیسے وقت گزرا آنحضور ﷺ کے محبین و جان نثاران کے دل میں اپنے آقا و مولا ﷺ کے کردار و اخلاق، معمولات و عادات اور دیگر معاملات زندگی کے بارے میں علم سے مستفید ہونے کا شوق بڑھتا چلا گیا۔ اسی ذوق اور جستجوئے شوق نے روایات کے بڑے ذخیرے کو جمع کرنا ممکن کر دیا۔ صحابہ کرام کے بعد صحابہ کرام سے استفادہء علم کرنے والے تابعین نے اس علم کو اکٹھا کرنے کی ابتداء کی تو اس کے ساتھ ہی مہارت علوم میں تخصص کا کام بھی معرض وجود میں آگیا۔ مثلاً ایک تابعی نے اگر احادیث یاد کرنے کا شغف اختیار کیا تو وہ مختلف صحابہ کرام سے رسول مطہر ﷺ کی احادیث پوچھتا سنتا پھر یاد کر لیتا اور لکھ لیتا۔ اسی طرح کوئی دوسرا تابعی آنحضور ﷺ کے جنگی احوال جاننے کی لگن و جستجو اختیار کرتا تو وہ مختلف صحابہ کرام سے جنگی معاملات، واقعات و حالات دریافت کرتا اور ذہن نشین کرتا اور لکھتا۔ یوں ہر تابعی کے پاس صحابہؓ کی وساطت سے موصول ہونے والی معلومات جمع ہونے لگ گئیں۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی فتوحات کے باعث صحابہ کرام ﷺ سلطنت اسلامیہ کے مختلف دور دراز کے علاقوں میں پھیل گئے اسی وجہ سے صحابہ کرام سے حصول معلومات کا سلسلہ جاری وساری رہنے کی بدولت ایسے تمام علاقوں میں بھی علم پہنچنا اور جمع ہونا شروع ہو گیا۔

(۴)۔ سیرت مطہرہ ﷺ کی تنسیق و تسوید عہد تبع تابعینؒ میں:

تابعین کے بعد جب اگلا دور تبع تابعین کا شروع ہوا تو اب ان کے پاس حصول علم کے ذرائع میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ تابعین بھی شامل تھے۔ مختلف تبع تابعین کے پاس جمع شدہ ذخیرہء علم اب اس قابل ہو چکا تھا کہ اسے ایک جگہ پر جمع کر کے مربوط شکل میں ڈھالا جاتا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک تابعی کے پاس دس صحابہ کرام سے لیا گیا علم ہے جبکہ دوسرے کے پاس بیس اور تیسرے کے پاس تیس اور چوتھے کے پاس چالیس صحابہ کرام سے لیا گیا علم ہے تو جو تبع تابعی ان چاروں تابعین سے علم حاصل کرے گا گویا اس کے پاس سو صحابہ کرام سے ملنے والا علم یکجا ہو جائے گا۔ اس طرح لاکھوں صحابہ کرام کا علم ہزاروں تابعین کے پاس اور ہزاروں تابعین کا علم سینکڑوں تبع تابعین کے پاس اکٹھا ہونے لگا یوں تبع تابعین اور ان کے بعد آنے والے ان کے شاگرد اس مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہو چکے تھے کہ ہر ایک موضوع پر دستیاب معلومات کی موزوں ترکیب و تحدید کر کے ہر موضوع پر جامع کتب تالیف کر لی جاتیں۔

(۵)۔ سیرت مطہرہ کی تنسیق و تسوید مابعد عہد تبع تابعینؒ تا عصر حاضر:

تبع تابعین کے بعد لوگوں میں سے کسی فرد کے پاس نئی معلومات ملنے کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے رسائل و کتب میں ذخیرہ شدہ معلومات سے مؤقر و مؤثر، مانع و جامع معلومات کی حامل کتب تالیف کرنے کا کام ہی اب باقی تھا۔ اب اس چوتھے دور میں تفسیر القرآن، حدیث رسول ﷺ اور سیرت مبارکہ اور دیگر متعلقہ اسلامی علوم پر مشتمل اہم بنیادی امور و نکات پر مشتمل رسالہ جات اور کتب کی تیاری کے ساتھ ساتھ بڑی اور اہم جامع کتب کی تالیف کا کام بیک وقت چلتا رہا اور تفسیر قرآن، حدیث رسول ﷺ، سیرت مبارکہ، مغازی اور تاریخ کے چھوٹے چھوٹے رسائل بڑی بڑی کتب کی شکل میں ڈھلنے لگے تو یہ چھوٹے رسائل منظر عام سے اگرچہ غائب ہونے لگے مگر ان بڑی کتب میں ان چھوٹے رسائل کے حوالے جابجا ملتے اور پائے جاتے ہیں جس سے ان کی اہمیت کی بابت پتہ چلتا ہے کہ بڑی کتب کی تالیف کے دور میں یہ مختصر مجموعے اور چھوٹے رسائل بطور مآخذ اصلی کتنی اہمیت اور بلند مقام کے حامل تھے۔

محدثین نے جس فن مبارک کی بنیاد کلام نبوت جیسی مؤقر اساس پر رکھی تھی بلا شبہ یہی اس کے ارتقاء و نمود کا ضامن تھا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرامؓ سے لیکر آج کے دن تک یہ مبارک سلسلہ جاری و ساری ہے اور علماء کرام اور مؤلفین نے سیرت نبوی ﷺ کے علم و فن کو پھیلانے اور آگے بڑھانے میں ہمیشہ اپنی ہمتوں کو بروئے کار لائے رکھا ہے۔ اللہ کریم اس سلسلے کو تا قیامت جاری رکھنے میں مدد فرماتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

(   )۔کتاب ہدیٰ۔سیرت مصطفیٰ ﷺ:

آنحضور ﷺ کی سیرت مطہرہ پر جس قدر لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے اس کی مثال پیش کرنے سے ساری دنیا کا ادب قاصر ہے۔سیرت نگاروں میں ہر مذہب و نسل کے لوگ شامل ہیں جنہوں نے بیان سیرت رسول محتشم ﷺ کو اپنے لیے اعزاز سمجھا کیونکہ آنحضور ﷺ کی عظمت اتنی مسلمہ اور آپ ﷺ کی شخصیت اس قدر کامل و اکمل ہے کہ دشمن بھی آنحضور ﷺ کی شان کی گواہی دینے پر ہمیشہ مجبور رہے۔یہ وہ اعزاز و امتیاز ہے جس میں روز ازل سے روز ابد تک کوئی مسابقت کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ اس اشرف و اکمل مقام پر آنحضور ﷺ کو اللہ رب العالمین نے فائز فرمایا ہے۔

پوری سورۃ الضحیٰ کا تعلق سیرت پاک سے ہے،اس میں مندرجہ ذیل نکات پیش کئے گئے ہیں:

۔دنیاوی حوادث و آفات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں،کیوں کہ یہ عارضی ہیں،اس عارضی دنیا میں ہمیشہ آخرت ہی جائے ارتکاز ہوا۔

۔یتامیٰ اور مساکین اور زخم خوردہ لوگوں کی آوازوں پر توجہ دی جائے۔

۔ضرورت مندوں کی حاجت روائی کو اپنا فریضہ تصور کیا جائے۔

۔اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر بے قابو ہونے کے برعکس اللہ کا شکر ادا کیا جائے،طبیعت میں ابال لانے کے بجائے اسے عجز وانکساری کا پابند بنایا جائے اور اسراف سے قطع نظر خود کو انفاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

اس سورہ کا سیرت نبوی سے گہرا انسلاک ہے اسی لیے حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کان خلقہ خلق القرآن" یعنی قرآن کریم ہی آپ کی حقیقی تصویر ہے۔(16)

قرآن کریم پر معمولی سا غور و فکر سیرت مطہرہ کی مکمل تصویر اور کیفیت،دنیا میں آنحضور ﷺ کی بعثت کی غرض و غایت کو ہمارے سامنے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں کر دیتا ہے۔چند آیات سے ہی سیرت کے پرت کھلتے نظر آنے لگتے ہیں:

(ا)۔دعائے ابراہیمؑ خلیل اللہ:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ﴾(17)

اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا اور ہمیں ہماری عبادت (اور حج کے) قواعد بتا دے اور ہم پر (رحمت و مغفرت) کی نظر فرما، بیشک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے.

(۲)۔ پہلی قومیں آنحضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتی تھیں:

﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾(18)

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن) آئی جو اس کتاب (تورات) کی (اصلاً) تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس موجود تھی، حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان پر اترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب قرآن کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہو گئے، پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے.

(۳)۔ بشارت عیسیٰ علیہ السلام مسیح روح اللہ:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾(19)

اور (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اُس رسولِ (معظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس

وقت)احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے، پھر جب وہ (رسولِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واضح نشانیاں لے کر اُن کے پاس تشریف لے آئے تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔

(۴)۔آنحضور ﷺ کے نام مبارک کا بیان:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾(20)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾(21)

اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہی ہیں (خدا نہیں)، بے شک بہت سے رسول و نبی آنحضور ﷺ سے پہلے بھی دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں۔

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾(22)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے پیغمبر ورسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

(۵)۔رسول محتشم ﷺ کی بعثت۔اللہ کریم کا مومنین پر احسان:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾(23)

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(۶)۔تمام جہان والوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾(24)

اور (اے رسولِ محتشم ﷺ) ہم نے آنحضور ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

(۷)۔رسول محتشم ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر اور داعی بنکر مبعوث فرمایا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾[25]

اے نبیِ (مکرّم!) بیشک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)

(۸)۔رسول محتشم ﷺ کا اسوۂ حسنہ قابل تقلید ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾[26]

فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

(۹)۔رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔اللہ کی اطاعت:

﴿مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾[27]

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

(۱۰)۔آنحضور ﷺ خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمائے گئے:

رسول محتشم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر اللہ عز و جل نے یہ فرما کر مہر ثبت فرما دی:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾[28]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے پیغمبر و رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

آنحضور ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ ہی انبیاء کی آمد کا وہ سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا جو حضرت آدمؑ کی اس دنیا میں آمد کے ساتھ شروع ہوا تھا۔اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد اب تا حشر کوئی نبی نہ آئے گا اس لیے اسلام قیامت تک آنے والوں کا دین قرار پایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[29]

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

(   )۔احادیث مبارکہ۔بیان سیرت مطہرہ ﷺ :

سیرت نبی محتشم ﷺ کا بیان جہاں قرآن معظم میں مذکور ہے وہیں حدیث مبارکہ کا خزانہ بھی اس گوہر آبدار وضیا بار سے مرصع و مقفع ہے۔

حدیث صرف آپ ﷺ کے احکامات ہی کا نام نہیں بلکہ حدیث میں آثار بھی شامل ہیں جس میں آپ ﷺ کے اخلاق و عادات، افعال و اعمال اور روزمرہ کی زندگی کے معمولات بھی آتے ہیں۔ حدیث کا دوسرا اصطلاحی نام سنت بھی ہے مگر حدیث اور سنت میں فرق یہ ہے حدیث صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریر کے لیے مخصوص ہے لیکن سنت میں صحابہ کرام کے اقوال و افعال کو بھی شامل کیا جاتا ہے کیونکہ ان لوگوں میں بعض ممتاز صاحبان علم و فضل و زہد و تقویٰ نے جو کچھ کہا یا جو کچھ کیا، وہ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں کہا یا کیا۔اسلام میں حدیث قرآن کے بعد سب سے مقدس، اہم اور صحیح ترین دستاویز ہے۔[30]

(   )۔کتب سماویہ:تذکرہ نبویہ ﷺ:

روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابن عساکر نے سہل سے مولیٰ عثمان کو کہا کہ ہم جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کئے تھے سو میں نے ایک روز انجیل لیکر پڑھا تھا کہ دیکھا کہ ایک ورق کو سرش لگا کر جوڑا ہے اسکو چیر کے دیکھنے لگا اس میں محمد ﷺ کے اوصاف یوں لکھا ہے کہ وہ نہ بہت کوتاہ قد ہے اور نہ دراز، گورا رنگ اسکے دونوں شانوں بیچ مہر نبوت ہے اکثر گوٹھ باندھ کے بیٹھا کرے گا اور صدقہ نہ لے گا اور دراز گوش اور اونٹ پر بیٹھا کرے گا اپنی بکری کا دودھ آپ ہی نچوڑا کرے گا اور پیوند پڑی ہوئی قمیص پہنے گا ایسا جو کرے تو تبر سے بری ہے اس نے یہ کرے گا اور اسمٰعیل کی اولاد میں ہو گا اس کا نام احمد، اتنا دیکھا کہ اس عرصہ میں میرا چچا آکر مجھے مارا اور بولا اسکو کیا دیکھتا ہے میں بولا اس میں احمد کا وصف لکھا ہے تو وہ بولا احمد ابھی آئے نہیں۔[31]

بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جارود بن المعلیٰ آ کے اسلام لایا اور کہا قسم ہے اسکی جو تم کو رسول برحق کیا میں انجیل میں تمہاری صفت دیکھا اور بتول کا فرزند یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے آنے کی خوش خبری دیا۔ اور بیہقی روایت کئے ہیں وہب بن منبہ سے اور انہوں اگلے انبیا کی کتابوں سے خوب واقف تھے کہے کہ اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو وحی کیا کہ تیرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمد اور محمد ہے۔ روایت کئے ہیں طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے فلتان بن عاصم سے کہے کہ ایک روز نبی ﷺ پاس تھے، ایک یہودی آیا حضرت ﷺ اس سے پوچھے تو توریت پڑھا ہے تو بولا پڑھا ہوں، پوچھے انجیل پڑھا ہے تو بولا پڑھا ہوں پھر حضرت ﷺ اسکو قسم دے کے پوچھے میری صفت توریت اور انجیل میں ہے یا نہیں تو بولا ایک نبی آنے والا ہے سو اسکی نعت تمہاری نعت سا ہے، اور ہیئت تمہاری ہیئت سا اور نکلنا تمہارے نکلنے سا اور ہم کو آرزو تھی کہ وہ ہمارے میں ہو گا پھر تم نکلنے سے ہم اندیشمند ہو کے دیکھے تو تم وہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھ ستر ہزار آدمی اسکی امت ہوں گے کہ ان پر حساب اور عذاب نہیں اور تمہارے تو چند آدمی ہیں رسول اللہ ﷺ فرمائے قسم ہے اسکی کہ میرا جی اسکے حکم میں ہے اور میں وہی ہوں اور وہ میری ہی امت ہے اور ستر ہزار اور پھر ستر ہزار سے بڑھ کر ہیں "۔(32)

زبور میں ہے کہ حضرت داؤدؑ نے بارگاہِ الٰہی میں تضرع و زاری کے ساتھ مناجات کی کہ اے رب سنت کے ظاہر کرنے والے کو بھیج۔(33)

جس طرح کتب ثلاثہ یعنی توریت انجیل اور زبور میں سید عالم ﷺ کے اوصاف مذکور ہیں اس طرح ہر نبی کے صحیفوں میں بھی آپ کے اوصاف مذکور و مسطور ہیں۔ یہاں تک کہ ابو الانبیاء حضرت آدمؑ کے صحیفے میں بھی نقل کیے گئے۔(34)

حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے صحیفہ میں ہے کہ

اے ابراہیمؑ میں نے تمہاری دعا تمہارے فرزند حضرت اسماعیلؑ کے حق میں قبول فرمائی ہے میں نے ان پر اور ان کی اولاد پر برکتیں جاری فرمائیں اور ان میں سے ایک ایسا فرزند عالم وجود میں لاؤں گا جو معظم و مکرم ہو گا، جن کا اسمِ گرامی محمد ﷺ ہو گا، وہ میرے برگزیدہ اور مبعوث شدہ ہوں گے اور ان کی امت بہترین امت ہو گی۔

حضرت حبقوقؑ ایک نبی تھے جو حضرت دانیال کے ہم زمانہ تھے ان کی کتاب میں مذکور ہے

اللہ تعالیٰ نے برکت و پاکی کے ساتھ فاران کے پہاڑ پر جلوہ فرمایا اور زمین کو احمد ﷺ کی مدحت و ثناء اور اس کی تقدیس میں بھر دیا جو کہ زمین اور امتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔

حضرت شعیاؑ کے صحیفوں میں حضور انور ﷺ کا ذکر مبارک اس طرح مذکور ہے:

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بندہ میرا محبوب ہے میں اس سے خوش ہوتا ہوں وہ میرا مختار ہے کہ وہ مجھ سے خوش ہوتا ہے میں اس پر اپنی روح کا اضافی کرتا ہوں اور فرمایا میں اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہوں تو امتوں پر اس کا عدل ظاہر ہوتا ہے جو قہقہہ نہیں لگاتا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنی جاتی ہے۔(35)

خلاصہ بحث:

سیرت مطہرہ کا اصل اور سب سے زیادہ درست ، صحیح اور مستند مآخذ قرآن عظیم ہے۔قرآن مجید اللہ کریم کا وہ بے نظیر و بے مثل کلام ہے جو بائیس سال دو ماہ اور بائیس دنوں میں بتدریج نازل ہوا اور بذریعہ حفظ و کتابت محفوظ کر لیا گیا۔اب مسلم ہوں یا غیر مسلم میدان سیرت نگاری کا شہسوار قرآن عظیم سے راہنمائی و مدد کے بغیر گم کردہ راہ ہی رہے گا۔یوں سیرت مطہرہ کا سب سے اہم ترین مصدر و مستند مآخذ قرآن عظیم ہے۔قرآن کریم کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سیرت کے مآخذ کا کام دو طرح سے دیتا ہے۔

(الف)۔اس میں آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی کے بہت سے حالات و واقعات، دیگر پیش آمدہ معاملات اور مغازی کا تذکرہ ملتا ہے جو کہیں تو بڑا مفصل ہے اور کہیں ان کے صرف ہلکے و مختصر اشارات موجود ہیں بعض لوگوں نے صرف قرآن عظیم میں مذکور حالات و واقعاتِ سیرت کی ترتیب سے ہی کتب سیرت لکھی ہیں۔جیسا کہ محمد عزت دروزہ کی دو جلدوں پر مشتمل کتاب سیرۃ الرسول(صورة مقتبسة من القرآن) ہے۔

(ب)۔قرآن عظیم کی تمام زندہ و تابندہ تعلیمات جن کو آقائے کریم ﷺ نے عمل سے مشرف فرمایا اور اعتراضات کفار و مشرکین و دیگر دشمنانِ دین کے اعتراضات اور ان کے جوابات مذکور ہیں۔قرآن عظیم کی ایسی آیات کا مفصل بیان اور شان نزول سے آگاہی کے لیے سیرت مطہرہ کی طرف رجوع از بس ضروری ہو جاتا ہے۔اسی منہج و طریق سے مفسرین کرام نے اہم، بڑی اور عمدہ تفاسیر لکھیں۔گویا قرآن عظیم سیرت مطہرہ پر مفصل معلومات بھی عطا فرماتا ہے اور واقعات سیرت کی نشان دہی فرماتے ہوئے ان کی تفصیلات جاننے کے ذوق و شوق سے بھی نوازتا ہے۔

قرآن عظیم کو رسول محتشم ﷺ نے جس طرح سمجھا سمجھایا اور جس طرح نافذ فرمایا اس کی تفصیل ہی کتب حدیث کا اصل مطمعء نظر ہے۔حدیث شریف کی کتب میں نہ صرف آنحضور ﷺ کے تمام احکام، تعلیمات، خطبات، مواعظ اور قانونی فیصلوں کا بیان ہے بلکہ بعض نہایت اہم واقعاتِ سیرت بھی ان کتب کی زینت ہیں۔حدیث کی روایت و درایت میں چونکہ تاریخ اور سیرت کی عام کتب کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک اور علمی تحقیق کو بروئے کار لایا جاتا ہے لہٰذا حدیث شریف کی کتابوں میں واقعاتِ سیرت کا بیان قرآن عظیم کے بعد باقی تمام مآخذ سیرت سے زیادہ قابل

بھروسہ، بااعتماد اور مستند ہیں۔ جن میں بلحاظ صحت زیادہ قابل اعتماد اور سب سے زیادہ مشہور مؤطا امام مالک اور صحاح ستہ ہیں۔

References:

(1)Usman Ahmad, Dr, Ilm Usool Sirat, Lahore, Aks Publications, 2018. P: 15
(2)Shibli Nu'mani, Sirat al-nabi, Lahore, Shama book agency, Urdu Bazar. 1: 22
(3)Ibid, 1:25
(4)Marguleith, Muhammad a, England, p: 1
(5)Al-ahdhab 22: 21
(6)Al-asr 103: 1-3
(7)Ilm Usool Seerat p: 49
(8)Loes maloof, Balyavi, Al-munjid, Urdu, Afzal Sharif Printers, Lahore.
(9)Maulvi Syed Ahmad Dehlvi, Farhang Asfiah, Lahore, Sheikh Ghulam Ali & sons. 2003.
(10)Abu Al-lais Siddiqui, Urdu Lughat, Karachi, Urdu Lughat Board. 1991.
(11)Muhammad Mirza Muhazzib, Muhazzib al-lughat, Lakhnauw, Urdu Book, 1982. 2: 68
(12)Daira Ma'arif Islamiah, Lahore, Punjab University. 11: 506
(13)Irfan Ahmad, Syed, Encyclopedia Seerat Al-nabi, Karachi, Zam zam publishers. 2002. P: 294-295
(14)Muhammad Humayoon Abbas, Dr, Uloom Al-seerah, Lahore, Progressive books, 2020. P: 39
(15)Munir Muhammad Ghadban, Fiqh al-seerah, Makkah Al-mukarramah, 1989. P: 13
(16) Abu Sufyan Islahi, Professor, Seerah Pak, Masail wa mabahis, Ali Gharh Muslim University, Sir Syed Academy. 2015. P: 20
(17)Al-baqarah 2: 127-129
(18)Al-baqarah 2:89
(19)Al-saff 61: 6
(20)Al-fath 48: 29
(21)Aal-Imran 3: 144
(22)Al-ahzab 33: 40
(23)Aal-imran 3: 164
(24)Al-anbiya 21: 107
(25)Al-ahzab 33: 45-46
(26)Al-ahzab 33: 21
(27)Al-nisa 4: 80
(28)Al-ahzab 33: 40
(29)Al-maidah 5: 3
(30)Shirin Zada, Khaddu Khayl, Ehad nabvi main shair wa adab, Lahore, Ahmad Publications, 2006. P: 73
(31)Muhammad Sibghat Allah Madrasi, Fawaid Badriah, Lahore, Bacon books, 2014. P: 251
(32)Ibid, p: 250-251

(33)Ahmad Raza Khan, Imam, Mustafa Jan rehmat, Lahore, Shabbir Brothers, 2007.1:232
(34)Ibid, 1: 233
(35)Ibid, 1: 237